تحقیق و تنقید
پروفیسر طیب شاہین لودھی
(تیسری قسط)

مسلک اہل حدیث کے بارے میں چند غلط فہمیوں کا ازالہ

ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی ؒ (المتوفی ۶۷۶ھ) ایک مایۂ ناز فقیہہ، وسیع الاطلاع محدث اور صحیح مسلم کے مشہور شارح ہیں۔ صحیح مسلم کی شرح تمام مسلم ممالک میں متداول ہے۔ مسلم کی شرح میں وہ جہاں کہیں فقہائے اسلام کی آراء اور ان کے مذاہب کا ذکر کرتے ہیں، وہاں بسا اوقات فقہائے اہل حدیث کی آراء اور مذہب بھی بیان کرتے ہیں۔ وہ ان کا ذکر ایک مستقل حیثیت سے کرتے ہیں۔ ویسے تو شرح مسلم میں ایسے بیسیوں مقامات ہیں، مگر ہم صرف چند مقامات یہاں پیش کرتے ہیں۔

اہل علم جانتے ہیں کہ احادیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ، حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اور ابو موسیٰ اشعری ؓ وغیرہم سے تھوڑے تھوڑے لفظی اختلاف سے تشہد منقول ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کے پڑھ لینے کے جواز پر تمام اہل علم متفق ہیں۔ ہاں اس امر میں اختلاف ہے کہ ان میں سے کون سا تشہد افضل ہے؟ امام شافعی ؒ اور امام مالک ؒ کے بعض اصحاب کے نزدیک حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی تشہد افضل ہے۔ عبداللہ بن مسعود ؓ کا نقل کردہ تشہد امام ابوحنیفہ ؒ، امام احمد بن حنبل ؒ اور اہل حدیث کے نزدیک افضل ہے۔ چنانچہ علامہ نووی ؒ فرماتے ہیں:

"وَقَالَ اَبُوحَنِيفَةَ وَاَحْمَدُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَجُمْهُوْرُ الْفُقَهَاءِ وَاَهْلُ الْحَدِيثِ تَشَهُّدُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَفْضَلُ لِاَنَّهُ عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ اَشَدُّ صِحَّةً وَاِنْ كَانَ الْجَمِيعُ صَحِيحًا"[۳۰]

۳۰ شرح مسلم للنووی جلد ۴ ص ۱۱۵

"امام ابوحنیفہؒ، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما، جمہور فقہاء اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ کا تشہدؒ افضل ہے کیونکہ یہ تشہد محدثین کے نزدیک زیادہ صحیح روایات سے ثابت ہے، اگرچہ تمام صحیح ہیں"

مذکورہ بالا اقتباس سے ہمارے عزیز دوست پروفیسر ابوالکلام خواجہ کا یہ مغالطہ بھی دُور ہو گیا ہوگا کہ شوافع ہی کو محدثین اور اہل حدیث کہا جاتا ہے، یا اہل حدیث امام شافعیؒ یا کسی اور امام کی تقلید کیا کرتے تھے! ___ اگرچہ منہاجِ فقہ میں وہ بہت حد تک امام احمد بن حنبلؒ اور پھر امام شافعیؒ سے موافقت رکھتے ہیں۔ تاہم یہ موافقت تقلید کی بناء پر نہیں، بلکہ دلیل پر مبنی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بہت سے مقامات پر امام شافعیؒ کی مخالفت کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اب خواجہ صاحب ہی انصاف کریں، کیا مقلدین کا یہی طریقہ ہے؟ اپنے امام کے خلاف مسلک اختیار کرنے پر اسے اہلِ سنت سے تو کیا، دائرۂ اسلام سے بھی خارج نہیں کر دیا جاتا؟ کیا پاک و ہند کے اہل حدیث حضرات کے ساتھ یہی کچھ نہیں ہو رہا؟ ان کا کون سا عقیدہ ایسا ہے جو اہلِ سنت اور سلف صالحین کے عقائد کے خلاف ہے؟ سوائے اس کے کہ وہ دیوبند کے "شیوخ الہند"، "شیوخ الاسلام" اور "پیرانِ طریقت" کے مقلد نہ تھے، ورنہ وہ بھی بڑے بڑے نام پاتے۔ اور اب ان کی "غیر مقلدیت" کی سزا یہ ہے کہ وہ "انگریزوں کے پروردہ" ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ! ___

یہ ہے دیوبند کی تحقیقات کی کل بساط!

___ ان طویل حوالوں پر ہم اپنے عزیز دوست سے معذرت خواہ ہیں۔ شاید وہ اپنی گوناگوں مصروفیات کی بناء پر مذکورہ بالا کتب کا مطالعہ نہ کر سکتے، اور اگر وہ مطالعہ کرتے تو ممکن ہے وہ مذکورہ اقتباسات کو دیکھے بغیر آگے گزر جاتے۔ کیونکہ اپنے نظریات کے خلاف کوئی چیز بہت مشکل سے پڑھی جاتی ہے۔ اس لیے غنیمت ہے کہ وہ کچھ اقتباسات اور ملاحظہ فرما لیں۔

امام نوویؒ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"وَاعْلَمْ اَنَّ التَّسْبِیْحَ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ سُنَّۃٌ غَیْرُ وَاجِبٍ هٰذَا مَذْهَبُ مَالِكٍ وَاَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالشَّافِعِیِّ رَحِمَهُمُ اللّٰہُ

وَالْجُمْهُوْرِ وَاَوْجَبَهٗ اَحْمَدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَطَائِفَةٌ مِّنْ اَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ لِظَاهِرِ الْحَدِيْثِ فِي الْاَمْرِبِهٖ[۳۱]"

"آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ رکوع وسجود میں تسبیحات واجب نہیں سنّت ہیں ــــ یہ امام مالک، امام ابو حنیفہ رح، امام شافعی رح اور جمہور فقہاء کا مذہب ہے جبکہ امام احمد بن حنبل رح اور ائمہ حدیث کی ایک جماعت، حدیث کے ظاہری الفاظ میں تسبیح پڑھنے کے حکم کی بناء پر، اسے واجب قرار دیتی ہے"

تشہدِ اوّل اور تشہدِ ثانی کے وجوب اور عدم وجوب پر گفتگو کرتے ہوئے علامہ نووی رح فقہائے اہلِ حدیث کا مذہب امام شافعی رح کے مذہب سے الگ اور مستقل مذہب کے طور پر بیان کرتے ہیں:

"فِيْهِ حُجَّةٌ لِاَحْمَدِ بْنِ حَنْبَلٍ وَمَنْ وَافَقَهٗ مِنْ فُقَهَاءِ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ اَنَّ التَّشَهُّدَ الْاَوَّلَ وَالْاَخِيْرَ وَاجِبَانِ وَقَالَ مَالِكٌ وَاَبُوْحَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَالْاَكْثَرُوْنَ هُمَا سُنَّتَانِ لَيْسَا وَاجِبَيْنِ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْاَوَّلُ سُنَّةٌ وَالثَّانِيْ وَاجِبٌ"۔ [۳۲]

"اس (حدیث) میں امام احمد بن حنبل رح اور ان کی موافقت کرنے والے فقہائے اہلِ حدیث کے لیے دلیل ہے کہ تشہدِ اوّل اور تشہدِ ثانی دونوں واجب ہیں۔ امام مالک، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما اور فقہاء کی اکثریت کہتی ہے کہ دونوں تشہد سنت ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تشہدِ اوّل سنت ہے اور تشہدِ ثانی واجب!"

علامہ نووی رح کی محولہ بالا عبارت سے واضح ہو گیا کہ فقہائے اہل حدیث، امام شافعی رح کے مقلد نہیں، بلکہ وہ اپنی مستقل رائے رکھتے ہیں۔ اور اگر وہ امام شافعی رح، امام احمد رح یا کسی اور امام کی موافقت کرتے ہیں تو صرف دلیل کی بناء پر! ــ وہ بالکل یکسو ہو کر منہاجِ سنت پر گامزن ہیں۔ انہیں اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ فقہاء کی ایک بہت بڑی اکثریت اس

۳۱ھ شرح مسلم للنووی جلد ۴ ص ۱۹۷

۳۲ھ شرح مسلم للنووی جلد ۴ ص ۲۱۴

مسئلہ میں ان کی مخالف ہے۔ وہ صرف نص کی پیروی کرتے ہیں —— امام الہند شاہ ولی اللہؒ نے "حجۃ اللہ البالغۃ" میں ان کی اس منہاج کو ان کی فقہ کی خصوصیت کے طور پر بیان کیا ہے اور تمام فقہاء نے ان کی آراء کو اپنی تصنیفات میں ایک مستقل منہجِ فکر کے طور پر بیان کیا ہے۔

شیخ الاسلام تقی الدین ابو العباس احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہؒ (المتوفی ۷۲۶ھ) اور شاگرد شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن قیم الجوزیہؒ (المتوفی ۷۵۱ھ) سے کون واقف نہیں؟ انہوں نے اپنے زمانے میں مروجہ بدعات پر بھر پور اور مدلل تنقید کی اور مسلمانوں کو کتاب وسنت اور منہاجِ سلف پر چلنے کی دعوت دی۔ انہوں نے تقلیدِ جامد پر بھی بھر پور تنقید کرتے ہوئے مسلک اہلِ حدیث کو خوب واضح اور منقح کیا —— اس مسلک پر مختلف اعتراضات کو رفع کیا، مقلد فقہاء کی مخالفتوں، دشنام طرازیوں، کفر کے فتووں، جسمانی ایذاؤں اور قید وبند کی صعوبتوں کی پرواہ کئے بغیر اجتہاد اور حریت پسندی کے پرچم کو بلند رکھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ابن حزمؒ سے لے کر ابنِ تیمیہؒ تک تقلیدِ جامد کے خلاف جو کچھ لکھا گیا ہے، اگر اسے جمع کر لیا جائے تو وہ ابنِ تیمیہؒ اور ان کے شاگردوں کی ان تحریروں کا عُشرِ عشیر بھی نہیں، جو انہوں نے مقلد فقہاء، ان کی تقلید اور ان کے تقلیدی نظریات کے خلاف تخلیق کی ہیں۔ مگر بایں ہمہ علمائے دیوبند انہیں مقلد اور حنبلی کہنے پر بضد ہیں، اہلِ حدیث حضرات کو تحقیر کے طور پر "غیر مقلد" کے لقب سے نوازتے ہیں اور ان کو "اہل حدیث" کہنے سے عمداً گریز کرتے ہیں —— فیا للعجب!

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے امامِ اہلِ سنت احمد بن حنبلؒ اور دیگر فقہائے اہل حدیث کی فقہی خصوصیات کو ایک مستقل تصنیف "القواعد النورانیۃ الفقھیۃ" میں خوب واضح کیا ہے۔ ہم اس کتاب کے چند اقتباسات قارئینِ کرام اور خواجہ صاحب کی نذر کرتے ہیں:

"اَمَّا الطَّھَارَۃُ وَالنَّجَاسَۃُ فَنَوْعَانِ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فِي اللِّبَاسِ وَنَحْوِہٖ ——
تَابِعَانِ لِلْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فِي الْاَطْعِمَۃِ وَالْاَشْرِبَۃِ۔
وَمَذْھَبُ اَھْلِ الْحَدِیْثِ فِي ھٰذَا الْاَصْلِ الْجَامِعِ الْعَظِیْمِ وَسَطٌ بَیْنَ مَذْھَبِ الْعِرَاقِیِّیْنَ وَالْحِجَازِیِّیْنَ" [۳۳]

۳۳ھ القواعد النورانیۃ الفقھیۃ ص۱

"رہی طہارت ونجاست، تو یہ لباس وغیرہ میں حلال وحرام کی دو اقسام ہیں، جو مطعومات اور مشروبات میں حلال وحرام کی تابع ہیں۔ اس جامع اور عظیم اصول میں اہل حدیث فقہاء کا مذہب، عراقی فقہاء (حنفیہ) اور حجازی فقہاء (مالکیہ) کے بین بین ہے۔"

بسملہ کے آیتِ قرآنی اور ہر سورہ کا حصّہ ہونے کے بارے میں فقہائے مالکیہ، فقہائے شافعیہ، فقہائے حنفیہ اور فقہائے اہل حدیث کی آراء بیان کرنے کے بعد نماز کے اندر اس کی تلاوت کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"وَكَذٰلِكَ الْاَمْرُ فِيْ تِلَاوَتِهَا فِي الصَّلٰوةِ: طَائِفَةٌ لَا تَقْرَءُهَا لَا سِرًّا وَّلَا جَهْرًا كَمَالِكٍ وَالْاَوْزَاعِيِّ وَطَائِفَةٌ تَقْرَءُهَا جَهْرًا كَاَصْحَابِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَالشَّافِعِيِّ. وَالطَّائِفَةُ الثَّالِثَةُ الْمُتَوَسِّطَةُ: جَمَاهِيْرُ فُقَهَاءِ الْحَدِيْثِ مَعَ فُقَهَاءِ اَهْلِ الرَّاْيِ يَقْرَءُوْنَهَا سِرًّا كَمَا نُقِلَ عَنْ جَمَاهِيْرِ الصَّحَابَةِ مَعَ اَنَّ اَحْمَدَ يَسْتَعْمِلُ مَا رُوِيَ عَنِ الصَّحَابَةِ فِيْ هٰذَا الْبَابِ فَيَسْتَحِبُّ الْجَهْرَ بِهَا لِمَصْلِحَةٍ رَاجِحَةٍ حَتّٰى اَنَّهٗ نَصَّ عَلٰى اَنَّ مَنْ صَلّٰى بِالْمَدِيْنَةِ يَجْهَرُ بِهَا"[۳۴]

"اسی طرح نماز کے اندر اس کی تلاوت کا معاملہ ہے۔ فقہاء کا ایک گروہ، جیسے امام مالک اور امام اوزاعیؒ، سرّی یا جہری کسی طور پر بھی نماز کے اندر بسملہ نہیں پڑھتا اور فقہاء کی ایک جماعت، جیسے ابنِ جریج اور امام شافعیؒ کے اصحاب، (جہری) نماز میں بآوازِ بلند بسملہ پڑھتے ہیں۔ اور ان دونوں کے درمیان ایک تیسرا گروہ ہے، جو اکثر فقہائے اہل حدیث اور ان کے ساتھ ساتھ فقہائے اہلِ رائے (احناف) پر مشتمل ہے۔ یہ (تمام نمازوں میں) آہستہ آواز کے ساتھ بسملہ پڑھنے کا قائل ہے، جیسا کہ جماہیر

۳۴ القواعد النورانية الفقهية ص ۲۱

صحابہؓ سے منقول ہے۔ اس کے باوجود امام احمد بن حنبلؒ ان اقوال پر بھی عمل کرتے جو اس بارے میں صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں۔ چنانچہ وہ کسی راجح مصلحت کے تحت بسملہ باآوازِ بلند پڑھنے کو بھی مستحب ٹھہراتے ہیں۔ ان سے یہاں تک منصوص ہے کہ جو کوئی مدینہ میں نماز پڑھے وہ نماز میں بلند آواز سے بسملہ پڑھے۔"

دعائے قنوت کے بارے میں امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

"وَاَمَّا الْقُنُوْتُ فَالنَّاسُ فِيْهِ طَرَفَانِ وَوَسَطٌ. مِنْهُمْ مَنْ لَّا يَرَى الْقُنُوْتَ اِلَّا قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَّا يَرَاهُ اِلَّا بَعْدَهٗ - وَاَمَّا فُقَهَآءُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ كَاَحْمَدَ وَغَيْرِهٖ فَيُجَوِّزُوْنَ كِلَا الْاَمْرَيْنِ لِمَجِيْءِ السُّنَّةِ الصَّحِيْحَةِ بِهِمَا"[۳۵]

"رہا دعائے قنوت کا معاملہ، تو فقہاء اس بارے میں دو کناروں پر ہیں اور کچھ ان کے درمیان۔ ان میں کچھ فقہاء دعائے قنوت صرف رکوع سے پہلے پڑھنے کے قائل ہیں، کچھ فقہاء صرف رکوع کے بعد پڑھنے کے قائل ہیں۔ رہے فقہائے اہل حدیث، جیسے امام احمد بن حنبلؒ، تو وہ دونوں طریقوں کو جائز قرار دیتے ہیں، کیونکہ دونوں کے بارے میں صحیح احادیث آئی ہیں۔"

ابن تیمیہؒ کے مذکورہ بالا طویل حوالوں سے جہاں اس حقیقت کی تفہیم ہوئی ہے کہ اہل حدیث، مقلدین کے دعووں کے علی الرغم دیگر مکاتبِ فقہ کی طرح ایک مستقل مکتبِ فقہ ہے، وہاں ان کا طریقِ استنباط بھی واضح ہو جاتا ہے کہ وہ کسی تقلید، تعصب یا ضد میں کوئی رائے اختیار نہیں کرتے، بلکہ نصوصِ صحیحہ کا اتباع کرتے ہیں، خواہ ان پر کسی کا عمل ہو یا نہ ہو۔

علامہ ابن قیم الجوزیہؒ نے "اعلام الموقعین" میں نہایت مضبوط دلائل کے ساتھ تقلیدِ جامد کی تردید اور اس کی مذمت کی ہے اور فقہائے حدیث کے اصولوں پر

۳۵ القواعد النورانية الفقهية ص۸۱

نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے ــــــ فقہاء نے جن احادیث صحیحہ کو خلافِ قیاس قرار دے کر ترک کر دیا تھا، علامہ ابنِ قیمؒ نے ایک مستقل اور طویل باب میں ثابت کیا ہے کہ یہ احادیث نہ صرف یہ کہ قیاسِ صحیح کے خلاف نہیں ہیں، بلکہ شریعت کے محاسن پر دلالت کرتی ہیں اور حکمت کا یہی تقاضا ہے۔ انہوں نے بہت تفصیل سے ان حیلوں کا ذکر کیا ہے جو مقلد فقہاء نے شریعتِ اسلامی کے احکام کو ساقط کرنے کے لیے وضع کر رکھے تھے اور ان کو ائمہ ابرار کی طرف منسوب کرتے تھے۔ نیز انہوں نے مقلد فقہاء (خصوصاً احناف) کی ان بوالعجبیوں کی طرف اشارات بھی کئے ہیں کہ وہ ایک حدیث کو ایک مقام پر ضعیف کہہ کر رد کر دیتے ہیں، جبکہ وہ ان کے امام کے مسلک کے خلاف ہوتی ہے۔ لیکن جب ضرورت ہوتی ہے تو کسی اور مسئلہ میں اسی حدیث سے اپنے مسلک پر استدلال کرتے دکھائی دیتے ہیں ــــــ اور یہ درحقیقت تقلید کا لازمی نتیجہ ہے!

چنانچہ خود ہمیں اس زمانے میں بھی اس قسم کی "تحقیقات" کا مشاہدہ ہوا ہے۔ حال ہی میں فوت ہونے والے ایک بریلوی عالم نے پچھلے دنوں عورت کی نصف دیت پر چلنے والی ایک بحث میں بیہقی وغیرہ کے حوالے سے ان احادیث سے بھرپور استدلال کیا، جنہیں حنفی فقہاء قرنوں پہلے ضعیف کہہ کر رد کر چکے، اور ان کو ضعیف اور ناقابلِ استدلال قرار دینے کے لیے انہوں نے سینکڑوں صفحات سیاہ کئے ہیں۔

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۴ھ) صحیح البخاری کی مشہور شرح "فتح الباری" میں فقہ الحدیث کے سلسلے میں لبسا اوقات ائمہ اربعہ اور دیگر فقہاء کے ساتھ ساتھ فقہاء اہل حدیث کے مستقل مذہب کا ذکر کرتے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی امام کے مقلد نہ تھے، بلکہ وہ تو صرف نص کی پیروی کرتے تھے! چنانچہ میت کی طرف سے روزوں کی قضاء کے بارے میں حافظ ابنِ حجرؒ اہلِ علم کا مسلک بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"وَقَدِ اخْتَلَفَ السَّلَفُ فِي هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ فَأَجَازَ الصِّيَامَ عَنِ الْمَيِّتِ أَصْحَابُ الْحَدِيْثِ وَعَلَّقَ الشَّافِعِيُّ فِي الْقَدِيْمِ الْقَوْلَ بِهٖ عَلٰى صِحَّةِ الْحَدِيْثِ كَمَا نَقَلَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي

ثورٍ وجماعةٍ من محدثي الشافعية قال البيهقي في الخلافيات هذه المسألة ثابتة لا أعلم خلافا بين أهل الحديث في صحتها فوجب العمل بها...... وقال الشافعي في الجديد ومالك وأبو حنيفة لا يصام وقال الليث وأحمد وأبو عبيد لا يصام عنه إلا النذر[۳۶]"

"اس مسئلہ میں سلف میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اصحاب الحدیث نے میت کی طرف سے روزوں کی قضاء کو جائز قرار دیا ہے۔ امام شافعیؒ نے اپنے قدیم قول میں اس رائے کو حدیث کے صحیح ثابت ہونے پر معلق قرار دیا ہے۔ جیسا کہ بیہقیؒ نے اسے "المعرفۃ" میں ذکر کیا ہے۔ یہ ابوثورؒ اور محدثین شافعیہ میں سے ایک جماعت کا قول ہے۔ بیہقیؒ "الخلافیات" میں کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ ثابت ہے اور اہلِ حدیث میں اس حدیث کی صحت کے بارے میں میرے علم میں کوئی اختلاف نہیں، لہٰذا اس حدیث پر عمل کرنا واجب ہے ...... امام شافعیؒ اپنے قولِ جدید میں نیز امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ میت کی طرف سے روزوں کی قضاء جائز نہیں۔ امام لیث بن سعدؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام ابوعُبَید قاسم بن سلامؒ کہتے ہیں کہ میت کی طرف سے نذر کے سوا کسی روزے کی قضا نہ کی جائے۔"

مندرجہ بالا اقتباس سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ "اصحاب الحدیث" اپنا الگ اور مستقل فقہی نقطۂ نظر رکھتے ہیں، وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ امام شافعیؒ سے گہرا انتساب رکھنے والے محدثین بھی بسا اوقات نصوصِ صحیحہ کے مقابلے میں امام شافعیؒ کے مسلک کو ترک کر دیتے ہیں۔ خواہ انہیں امام شافعیؒ کے قولِ قدیم ہی کا سہارا کیوں نہ لینا پڑے۔ نصوصِ صحیحہ کی مطابقت اختیار کرنے کے لیے انہوں نے یہ "سہارا" بہت کثرت سے استعمال کیا ہے۔ اس قسم کا اصول ہمیں فقہائے احناف اور ان کے شارحینِ حدیث بہت کم استعمال کرتے نظر آتے ہیں۔ متقدمین میں سے امام طحاویؒ نے بہت کثرت سے تحقیق اور صحتِ حدیث کی بنیاد پر امام ابوحنیفہؒ کے قول کو ترک کیا ہے۔ متاخرین میں علامہ زیلعیؒ، ملا علی القاریؒ،

۳۶ فتح الباری شرح صحیح البخاری للحافظ ابن حجرؒ جلد ۴ ص ۱۹۳

علامہ سندھیؒ، شاہ ولی اللہؒ وغیرہم نمایاں ہیں ـــــ شاہ ولی اللہؒ نے تو تقلیدِ جامد پر سخت تنقید کی ہے!

اختلافات میں ترجیحِ احادیث کے سلسلے میں حافظ ابنِ حجرؒ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہل حدیث کا وہی طریق بیان کیا ہے، جس کا ذکر ہم شاہ ولی اللہؒ کے حوالے سے کر چکے ہیں۔ کہ محدثین اختلافِ روایات کی صورت میں حدیث کی تصحیح میں توقف نہیں کرتے۔ سوائے اس کے کہ روایات سنداً مساوی ہوں، اور یہی اضطراب کا حکم لگانے کی شرط ہے۔[۳۷]

مہر کی کم سے کم مقدار کے تعین کے بارے میں حافظ ابنِ حجرؒ، فقہاء کے اقوال بیان کرتے ہوئے فقہائے اہل حدیث کا الگ اور مستقل مذہب ذکر کرتے ہیں:

"وَاَجَازَهُ الْكَافَّةُ بِمَا تَرَاضٰى عَلَيْهِ الزَّوْجَانِ اَوْ مَنِ الْعَقْدُ اِلَيْهِ بِمَا فِيْهِ مَنْفَعَةٌ كَالسَّوْطِ وَالنَّعْلِ اِنْ كَانَتْ قِيْمَتُهُ اَقَلَّ مِنْ دِرْهَمٍ وَبِهٖ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ. وَاَبُو الزِّنَادِ، وَرَبِيْعَةُ وَابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ وَغَيْرُهُمْ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ غَيْرَ مَالِكٍ وَمَنْ تَبِعَهُ وَابْنُ جُرَيْجٍ وَمُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ وَغَيْرُهُمَا مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ وَالْاَوْزَاعِيُّ فِيْ اَهْلِ م وَابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى وَغَيْرُهُمَا مِنَ الْعِرَاقِيِّيْنَ غَيْرَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَمَنْ تَبِعَهُ وَالشَّافِعِيُّ وَدَاوُدُ وَفُقَهَاءُ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ وَابْنُ وَهْبٍ مِنَ الْمَالِكِيَّةِ"[۳۸]

م الشامِ وَاللَّيْثُ فِيْ اَهْلِ مِصْرَ

"تمام علماء نے ہر اس چیز کو مہر کے طور پر ادا کرنے کی اجازت دی ہے جس پر دونوں میاں بیوی راضی ہوں یا جس پر عقد ہو جائے اور جس سے کوئی منفعت حاصل کی جا سکتی ہو۔ جیسے کوڑا، جوتا وغیرہ، اگرچہ ان کی قیمت ایک درہم سے کم ہی کیوں نہ ہو۔ یہ قول اہلِ مدینہ میں سے امام مالکؒ اور ان کے اصحاب کے سوا یحییٰ بن سعیدؒ، ابو الزنادؒ، ربیعہؒ اور ابن ابی ذئبؒ وغیرہم

---

[۳۷] فتح الباری جلد ۵ ص ۳۱۸

[۳۸] فتح الباری جلد ۹ ص ۲۰۹

کا ہے۔ اہلِ مکہ میں سے ابنِ جریجؒ اور مسلم بن خالدؒ وغیرہما کا یہی مسلک ہے، اہلِ شام میں سے اوزاعیؒ بھی یہی کہتے ہیں۔ اہلِ مصر میں سے لیث بن سعدؒ کا یہی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کے سوا اہلِ عراق میں سے سفیان ثوریؒ اور ابنِ ابی لیلیٰؒ وغیرہما نے یہی مذہب اختیار کیا ہے۔ امام شافعیؒ، امام داؤد ظاہریؒ اور فقہائے اہلِ حدیث کا یہی مذہب ہے۔"

صحیح بخاری کے مشہور حنفی شارح علامہ بدرالدین محمود بن احمد العینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۵ھ نے بھی بہت سے مقامات پر محدّثین اور فقہائے حدیث کی آراء کا ذکر اس اسلوب سے کیا ہے جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ فقہائے حدیث اپنی رشحاتِ فکر میں کسی کی تقلید نہ کرتے تھے۔ وہ خود اپنی آزاد رائے رکھتے تھے۔ علامہ عینیؒ نے ان کی آزاد آراء کو ائمہ اربعہؒ اور دیگر فقہاء کے ساتھ ایک مستقل دبستانِ فکر کی حیثیت سے ذکر کیا ہے۔ اگر اہلِ حدیث محض حدیث پڑھنے پڑھانے والے اور مقلد فقہاء کو کہا گیا ہوتا، جیسا کہ ہمارے عزیز دوست پروفیسر ابوالکلام خواجہ کو اصرار ہے، تو ایسے مقلد محدّثین کی آراء کی کیا حیثیت کہ ان کو فحول مجتہدین کی آراء کے ساتھ یا ان کے مقابلے میں ذکر کیا جائے ہے۔ علامہ عینیؒ ازدیادِ ایمان اور اس میں کمی کے بارے میں امام بخاریؒ اور محدّثین کے مسلک کو ایک الگ اور مستقل مکتبِ فکر کی حیثیت سے بیان کرتے ہوئے "عمدۃ القاری" میں رقمطراز ہیں:

"فَلَا شَكَّ أَنَّهُ يَزْدَادُ الْإِيْمَانُ بِدَوَامِ الْعَبْدِ عَلَى أَعْمَالِ الدِّيْنِ وَيَنْقُصُ بِتَقْصِيْرِهٖ فِي الدَّوَامِ سِيَّمَا هٰذَا عَلٰى مَذْهَبِ الْبُخَارِيِّ وَجَمَاعَةٍ مِّنَ الْمُحَدِّثِيْنَ"[39]

"کوئی شک نہیں کہ اعمالِ دین پر بندے کے دوام سے ایمان بڑھتا ہے اور اس دوام میں اس کی کوتاہی کی بناء پر ایمان میں کمی واقع ہوتی ہے۔ خاص طور پر امام بخاریؒ اور محدّثینؒ کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے۔"

ایمان کے ضمن میں بحث کرتے ہوئے علامہ عینیؒ لکھتے ہیں:

---

[39] عمدۃ القاری للعینی جلد ۱ صفحہ ۲۵۸

"وَالْفِرْقَةُ الرَّابِعَةُ قَالُوْا: اِنَّ الْاِیْمَانَ فِعْلُ الْقَلْبِ وَاللِّسَانِ مَعَ سَائِرِ الْجَوَارِحِ وَهُمْ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَالْاَوْزَاعِیُّ وَقَالَ الْاِمَامُ وَهُوَ مَذْهَبُ الْمُعْتَزِلَةِ وَالْخَوَارِجِ وَالزَّیْدِیَّةِ اَمَّا اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ فَلَهُمْ ثَلَاثَةُ اَقْوَالٍ...... الخ![40]"

"اور چوتھا گروہ کہتا ہے کہ ایمان تمام جوارح کی معیت میں قلب ولسان کے افعال کا نام ہے۔ اور یہ گروہ اصحاب الحدیث، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام اوزاعیؒ پر مشتمل ہے۔ امام کہتے ہیں کہ یہ معتزلہ خوارج اور زیدیہ کا مذہب ہے۔ اور رہے اہل حدیث، تو ان کے تین اقوال ہیں...... الخ"

امام بخاریؒ اور امام ابن خزیمہؒ سے لے کر امام ابن تیمیہؒ تک، حافظ ابن قیمؒ سے علامہ محمد بن اسماعیلؒ اور علامہ شوکانیؒ تک اکثر فقہائے اہل حدیث کو امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ سے منسوب کرنے کی وجہ یہ نہیں کہ وہ ان ائمہ کی تقلید کرتے تھے، جیسا کہ مقلّدین سمجھتے ہیں۔ بلکہ وہ نہ تو ائمہ کے اقوال میں ان کی تقلید کرتے ہیں اور نہ ان کی دلیل میں ان کی تقلید کرتے ہیں۔ ہاں جب وہ ان ائمہ کے اقوال اور فتاویٰ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کو دوسروں سے زیادہ ان نصوص کے مطابق پاتے ہیں جو انہوں نے جمع کی ہوتی ہیں۔ پس وہ اس موافقت کی بناء پر اپنے آپ کو ان ائمہ کے اصحاب میں شمار کرتے ہیں! ـــــــ منہاجِ فقہ کی اس ہم آہنگی کو دیکھ کر مقلّدین ان کو مقلّد سمجھنے لگتے ہیں، حالانکہ وہ بہت سے مسائل ہیں ان ائمہ کی مخالفت کرتے ہیں جو اصحابِ علم پر مخفی نہیں۔ (جاری ہے)

---

[40] عمدۃ القاری للعینی جلد ۱ صـ ۱۰۳

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل ممکن نہ ہو گی۔ شکریہ!
(مینیجر)